عالمِ اسلام

عرب وفاق کا دستور اور اس کے مُضمرات

جناب خلیل حامدی صاحب

[یہ دستور لفظ بلفظ قاہرہ کے ہفت روزہ "الشباب العربی" شمارہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا ہے۔ اور ہم نے اسی پرچے سے نقل کیا ہے ___ خ۔ ح]

مصر، لیبیا اور شام کے درمیان جو وفاق قائم کیا گیا ہے اُسے مضبوط اور مستحکم شکل دینے کے لیے باقاعدہ ایک دستور وضع کر کے وفاقی جمہوریتوں میں نافذ کر دیا گیا ہے۔ دستور کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تدوین کے وقت اُن تمام عوامل و اسباب کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے جو مصر و شام کی سابقہ وحدت (۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۳ء) کی ناکامی کی تہ میں کارفرما تھے۔ اس لحاظ سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس وفاق کی بنیاد اور تجربہ سابقہ وحدت کی بنیاد اور تجربہ کی نسبت زیادہ مستحکم اور صحت مندانہ ہے نیز سابقہ وحدت کے قیام کے لیے جو طریقِ کار اور نظام اختیار کیا گیا تھا موجودہ وفاق کی تشکیل کے وقت اُس سے بڑی حد تک پرہیز کیا گیا ہے۔ سابقہ وحدت میں مصر اور شام کو ایک ملک قرار دیا گیا تھا اور "عرب جمہوریہ" کا نام دیا گیا تھا۔ مصر اور شام اُس کے دو صوبے تھے۔ یمن بھی کچھ مدت تک اس کا ایک صوبہ بنا رہا تھا۔ موجودہ وفاق کے

(بقیہ: اِسلام میں حلال و حرام کا تصور)

مختلف نام رکھ کر اُسے جائز ٹھیرا لے گا۔[۱] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئیگا جب وہ سُود کو بیع کا نام دے کر جائز و حلال کہیں گے۔[۲] چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ عُریاں رقص کو فن مختلف قسم کی شرابوں کو "روحانی مشروبات" اور سُود کو "نفع" کا نام دے کر انہیں حلال سمجھا جا رہا ہے۔

---

[۱] مسند احمد

[۲] اغاثۃ اللھفان ج ۱ ص ۳۵۲

اندر وفاق میں شامل ملکوں کو الگ الگ "جمہوریہ" قرار دیا گیا ہے اور وفاقی نظام کو "عرب جمہوریتوں کا وفاق" (اتحاد الجمہوریات العربیۃ) کہا گیا ہے۔ سابقہ وحدت کا دستور، اگرچہ اسے باقاعدہ دستور کہنا صحیح نہیں ہے، مصر کی طرف سے تیار کیا گیا تھا اور دونوں صوبوں پر اُسے عجلت میں نافذ کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے شام میں بے چینی پیدا ہو گئی اور وہ تین سال سے زیادہ عرصے تک مصر کے تابع نہ رہ سکا۔ موجودہ وفاق کے لیے ایسی یک طرفہ کارروائی کرنے کے بجائے وفاق کا دستور وضع کرنے کے لیے پہلے ایک دستور ساز کمیٹی قائم کی گئی، دستور اور قانون کے ماہرین، اساتذہ وعلماء، اربابِ ادب وثقافت اور صنعت وزراعت سے تعلق رکھنے والے افراد، اور دیگر لوگوں سے مشورے لیے گئے اور ان کی آراء وخیالات معلوم کیے گئے اور طویل اور آزادانہ بحث ومباحثہ کے بعد جو دستوری خاکہ تیار کیا گیا اُسے تینوں ملکوں کے سربراہوں کے سامنے رکھ دیا گیا۔ پھر اس دستور کے لیے باقاعدہ عوامی سند حاصل کرنے کے لیے یکم ستمبر ۱۹۷۱ء کو بیک وقت تینوں ملکوں (مصر، لیبیا، اور شام) میں اس پر ریفرنڈم کرایا گیا اور جب وہ ریفرنڈم میں منظور کر لیا گیا تب اُسے نافذ کیا گیا۔

سابقہ وحدت میں صدرِ مصر وحدت کا سربراہ قرار پایا تھا اور شام کے صدر کو نائب صدر اور وحدت کے اوّل شہری" کا درجہ دیا گیا جسے شامیوں نے ناانصافی سمجھا۔ موجودہ وفاق میں تینوں سربراہوں پر مشتمل صدارتی کونسل قائم کی گئی ہے۔ یہ صدارتی کونسل ہر دو سال کے بعد اپنے تینوں ارکان میں سے ایک رکن کو وفاق کا سربراہ منتخب کرے گی اور صدارتی کونسل اکثریت سے فیصلے صادر کرے گی۔ سابقہ وحدت میں اسلام اور جمہوریت کو فارغ خطی دے دی گئی تھی مگر حالیہ وفاقی دستور میں اسلامی شریعت کو قانون سازی کا بنیادی سرچشمہ قرار دیا گیا ہے اور جمہوری زندگی کو فروغ دینے کے لیے دستور میں بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ بایں ہمہ اس دستور میں خرابی کی کئی صورتیں مضمر نظر آتی ہیں جو آئندہ چل کر سر اُٹھا سکتی ہیں اور وفاقی جمہوریتوں میں متصادم رجحانات کو ہوا دے کر وفاق کی بنیادوں پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ مثلاً دستور میں تین مختلف فلسفوں کو باہم جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی عرب قومیت، اشتراکیت اور اسلام۔ ظاہر ہے کہ یہ تینوں فلسفے آئندہ چل کر ایک دوسرے سے اُلجھ سکتے ہیں۔ ان میں سے جس فلسفے کو موزون پُشت پناہی مل گئی وہ غالب آجائے گا اور باقی مغلوب ہو جائیں گے۔ لیبیا، مصر اور شام، تینوں خطوں کی عوامی معاشرت اور تینوں کے ذوق اور رجحانات میں غیر معمولی اختلاف پایا جاتا ہے۔ سابقہ وحدت میں اِس اختلاف کو سمجھنے کے بجائے دبانے کی کوشش کی گئی اور نتیجۃً وحدت کا قصر یکبارگی

دھڑام سے آگرا۔ اگر اب بھی اِس اختلاف کو نظر انداز کر کے قومی زندگی کی تشکیل کی گئی تو فطرت کا فیصلہ ہے کہ نتیجہ برعکس نہیں ہوگا۔ غالباً وفاق کے کارپردازوں کو اِس کا احساس تھا۔ اسی لیے انہوں نے تینوں ملکوں میں سے ہر ایک کو وفاق کے ایک یونٹ کا درجہ دینے کے بجائے اُسے "جمہوریہ" ہی رکھا ہے اور ہر جمہوریہ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنا الگ جمہوری دستور بھی بنا سکتی ہے تاکہ اپنی مقامی زندگی کو اپنے ہاں کے حالات اور تقاضوں کے تحت اُستوار کر سکے۔ مگر اس سے بھی مفر نہیں ہے کہ تینوں معاشرے جب آزادانہ میل ملاپ کریں گے تو لازماً ایک معاشرے کا اپنا ذوق و رجحان دوسرے معاشرے کے ذوق و رجحان کے مقابلے میں اپنی انفرادیت اور تشخص کا تحفظ کرے گا۔ اور اس کوشش میں جہاں بھی اُسے چوٹ لگی اُسے شکایت پیدا ہوگی۔

۱۷ اپریل ۱۹۷۱ء کو تینوں ملکوں کے وفاق کا اعلان کیا گیا تھا۔ ۱۸ اور ۲۰ اگست ۱۹۷۱ء کی تاریخوں میں دمشق میں وفاق کے دستوری خاکہ پر تینوں سربراہوں نے دستخط کیے اور یکم ستمبر ۱۹۷۱ء کو اُس پر استصواب عام کرایا گیا، اور اگلے ہی روز اُسے جامۂ نفاذ سے زیب تن کر دیا گیا۔ مصر کے سربراہ جناب انور السادات وفاق کے صدر، اور احمد الخطیب وفاق کے وزیر اعظم اور معمر القذافی وفاقی کابینہ کے صدر مقرر ہو چکے ہیں۔ یہ مناصب تین سربراہوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہیں گے۔ سیاسی مبصّرین کا خیال ہے کہ اس وفاق میں مصر کی صنعت، لیبیا کا پٹرول اور شام کی زراعت نہایت اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ مبصّرین نے اس وفاق کا سابقہ وحدت سے موازنہ کرتے ہوئے یہ فرق بھی بیان کیا ہے کہ سابقہ وحدت میں شامیوں نے خود بڑھ کر مصریوں کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا تھا اور اس طرح شامی احسانمند اور مصری محسن سمجھے گئے تھے۔ مگر حالیہ وفاق میں خود مصریوں کی طرف سے اتحاد کی خواہش کی گئی ہے۔ علی صَبری اور شَعراوی جُمعہ کا گروہ (جسے انور السادات ٹھکانے لگا چکے ہیں) مصریوں کی اس خواہش کو پُورا کرنے کا مخالف تھا، مگر انور السادات صاحب نے مصریوں کی رغبت و آرزو اور حالات کے اشاروں کا اندازہ لگا کر مخالف گروہ کی پروا کیے بغیر وفاق کا راستہ اختیار کر لیا اور انہیں اس سلسلے میں اپنی قوم کی بے پناہ تائید حاصل ہوئی یہاں تک کہ وہ طاقتور مخالف گروہ کو بھی پچھاڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ غالب خیال یہ ہے کہ سوڈان بھی عنقریب اس وفاق میں شامل ہو جائے گا۔

اب وفاقی دستور کو لیجیے۔ یہ دستور ۷۲ دفعات پر مشتمل ہے۔ اس کے تین بڑے بڑے ابواب ہیں

پہلے باب میں بنیادی اصُول بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرے باب میں وفاق کے اختیارات، اس کے ادارے اور اس کے مالی نظام کی وضاحت کی گئی ہے۔ تیسرا باب عمومی اور متفرق امور پر مشتمل ہے۔ اب ہم ذیل میں اس دستور کی اہم دفعات کو ہو بہو نقل کر دیتے ہیں تاکہ پاکستان کے اہلِ علم کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔

دستور کا پہلا باب جو بنیادی اصولوں پر مشتمل ہے اُس کی ۱۲ دفعات ہیں، یہ اس کا اصل رہنما حصّہ ہے:

۱۔ وفاق کا نام اور اس کے اجزائے ترکیبی | عرب جمہوریۂ شام اور عرب جمہوریۂ لیبیا اور عرب جمہوریۂ مصر کی عرب اقوام نے آزاد مرضی اور مساواتِ حقوق کی بنیاد پر ایک وفاقی ریاست قائم کی ہے جس کا نام ہے:
"عرب جمہوریتوں کا وفاق" (اتحاد الجمہوریات العربیۃ)[1]

۲۔ اقتدار کا سرچشمہ | وفاق میں اقتدار کے مالک عوام ہوں گے اور وفاقی حکومتیں عوام کی جانب سے اپنے اختیارات دستور میں بیان کردہ طریقۂ کار کے مطابق استعمال کریں گی۔

۳۔ ملّتِ عربیہ | عرب جمہوریتوں کے وفاق میں رہنے والے عوام ملّتِ عربیہ کا ایک حصّہ ہوں گے[2]

۴۔ وفاق کا طرزِ حکومت | عرب جمہوریتوں کے وفاق میں طرزِ حکومت جمہوری اور اشتراکی ہوگا۔

۵۔ سرکاری زبان | عربی زبان وفاق کی سرکاری زبان ہوگی۔

۶۔ قانون سازی کا ماخذ | وفاقی ریاست روحانی اقدار کی توثیق کرتی ہے اور شریعتِ اسلامی کو قانون سازی کا بنیادی ماخذ قرار دیتی ہے[3]

---

[1] سابقہ وحدت میں شام اور مصر کو ایک ہی ملک قرار دے کر اُس کا نام "الجمہوریۃ العربیۃ المتحدۃ" (متحدہ عرب جمہوریہ) رکھا گیا تھا۔ اُسی "قباحت" سے احتراز کرنے کے لیے اب جمہوریتوں کا وفاق بنایا گیا ہے۔

[2] عرب ممالک کی سوشلسٹ تحریکیں اس امر کی قائل نہیں ہیں کہ تمام عرب اقوام عرب ہونے کی حیثیت سے ایک ہی ملّت کے اجزاء ہیں بلکہ انہوں نے "انقلابی عرب عوام" اور "رجعت پسند عرب اقوام" کے نام سے عربوں کے دو حصّے کر رکھے ہیں۔ زیر بحث دفعہ نے اس تفریق کو ختم کر دیا ہے اور تمام عربوں کو ایک ملّت عربیہ قرار دے کر وفاق کو اس کا ایک حصّہ قرار دیا ہے جناب انور السادات نے اپنی ۳۰ اگست ۱۹۷۱ء (ریفرنڈم سے ایک روز پہلے) کی تقریر میں اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم مصر کی عربی حیثیت کی طرف لوٹ آتے ہیں اور ہماری یہ حیثیت سابقہ نظام سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے (الشباب العربی، قاہرہ، شمارہ ۶ ستمبر ۱۹۷۱ء)

[3] یہ دفعہ اس امر کی

۷- پرچم اور ترانہ | جمہوریتوں کے وفاق کا ایک ہی پرچم ہوگا، ایک ہی امتیازی نشان ہوگا، اور ایک ہی ترانہ ہوگا۔ ان امور کا انتظام کرنے کے لیے ایک وفاقی حکمنامہ جاری کیا جائے گا۔[1]

۸- صدر مقام | وفاق کا ایک ہی صدر مقام ہوگا جو بروئے قانون معین کر دیا جائے گا۔[2]

۹- دوسری عرب جمہوریتوں کے لیے وفاق کی رکنیت کی شرائط | وفاق کی رکنیت کے لیے صدارتی کونسل کے اجماعی فیصلے کے تحت، ہر اُس عرب جمہوریہ کو شرکت کی منظوری دی جائے گی جو عرب اتحاد پر ایمان رکھتی ہوگی، متحد عرب اشتراکی معاشرے کے قیام کے لیے کوشاں ہوگی اور اس دستور میں طے شدہ احکام پر عمل کے لیے رضامند ہوگی۔[3]

۱۰- وفاقی قانون | وفاقی قوانین کے حدود تک وفاق کی جمہوریتوں میں سے ہر جمہوریہ اپنے باشندوں کی شہریت سے متعلق امور ان عمومی اساسات کے دائرے کے اندر سرانجام دیگی جن کے لیے ایک وفاقی قانون کا اجراء عمل میں لایا جائے گا۔

۱۱- وفاقی جمہوریتوں کے مقامی دساتیر کی حدود | وفاق کی جمہوریتوں میں سے ہر جمہوریہ اس امر کی پابند ہوگی کہ اُس کا مقامی دستور وفاقی دستور کے احکام سے متصادم نہ ہو۔[4]

۱۲- شہری آزادیاں اور بنیادی حقوق | وفاقی جمہوریتوں کے دساتیر اور قوانین کم از کم درج ذیل اصولوں

اطلاع بہم پہنچا رہی ہے کہ تینوں ملکوں کے عرب سربراہ سالہا سال کے تجربات کے بعد بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسلمان عوام کے عقیدہ و روایات کے منافی کوئی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ خاص طور پر مصر کے سامنے ۱۹ سال کا تجربہ ہے جس میں دیگر متعدد نظریات سے رہنمائی اخذ کرنے کی کوشش کی گئی مگر اسلام کو یہ موقع فراہم نہ کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں زندگی کے ہر پہلو میں عدمِ استقرار کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ۱۹ سال سے قبل کا عرصہ بھی اسلامی رہنمائی سے محروم تھا۔ اب تینوں عرب اقوام کا یہ فیصلہ کہ اسلامی شریعت قانون سازی کا ماخذ ہوگی قابلِ مبارکباد ہے۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والوں کو فیصلے کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔

[1] پرچم تیار کر لیا گیا ہے۔ اس پر عقاب کی تصویر بنائی گئی ہے جس نے اپنے دونوں پر کھول رکھے ہیں اور وہ پرواز کے لیے بے تاب ہے۔ پرچم کی منظوری کے لیے جب تینوں سربراہ جمع ہوئے تو انورالسادات نے کہا: "عقاب کیا خوب ہے"؛ اس کے جواب میں کرنل معمر القذافی نے برجستہ کہا کہ "یہ شاہین قریش ہے"۔ "شاہین قریش" اندلس کے چوتھے اموی خلیفہ عبدالرحمٰن الداخل دوم (۸۲۲ء-۸۵۲ء) کا لقب ہے جس نے اندلس میں ایک طرف جہاد کی تحریک کو غیر معمولی فروغ

اور حقوق کی ضمانت دیں گے :

۱۔ تمام باشندے قانون اور عدالت کے سامنے یکساں ہوں گے اور نسل یا زبان یا مذہب کی وجہ سے ان کے مابین کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

۲۔ سکونت کا احترام۔

۳۔ کوئی جرم اور کوئی سزا صرف اسی وقت قابلِ اعتبار ہوگی جب قانون اُسے ثابت کر دیگا۔ ملزم

(بقیہ حواشی صفحہ سابق) دیا اور دوسری طرف علوم وفنون کی زبردست حوصلہ افزائی کی۔

لہ سردست قاہرہ کو وفاق کا صدر مقام قرار دیا گیا ہے۔

لہ عرب سیاسی مبصّرین نے اس دفعہ پر متعدد اعتراضات کیے ہیں۔ ماہرینِ قانون و دستور نے اسے تضاد بیانی کا ناخوشگوار نمونہ بیان کیا ہے۔ ان کے بیان کے بموجب اس دفعہ کی رُو سے اگر کوئی عرب جمہوریہ عرب اتحاد پر تو ایمان رکھتی ہے مگر اشتراکی معاشرے کے قیام کے لیے کوشاں نہیں ہے (مثلاً جمہوریہ یمن، جمہوریہ لبنان، جمہوریہ تونس اور جمہوریہ موریطانیہ) تو وہ اس وفاق کی رکن نہیں بن سکتی۔ اسی طرح اگر کوئی عرب جمہوریہ اشتراکی معاشرے کے لیے کوشاں ہے مگر عرب اتحاد کے لیے کوشاں نہیں ہے (مثلاً جمہوریہ عراق اور جمہوریہ جنوبی عرب)، اس کے لیے بھی رکنیت کے دروازے بند ہیں۔ ایسے ہی اگر کوئی ملک جمہوریہ نہیں ہے بلکہ ملکیہ (بادشاہت) ہے اور وہ عرب اتحاد کے لیے پوری پوری تگ و دو کر رہا ہے (مثلاً مملکتِ سعودیہ، مملکتِ مغربیہ مراکش اور مملکتِ ہاشمیہ اُردن) تو اس کے لیے بھی وفاق میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس دفعہ کے تحت صرف الجزائر اور سوڈان کے لیے دروازے کھلے رکھے گئے ہیں۔ ماہرین کی رائے کے مطابق اتحاد کے علمبرداروں نے خود اتحاد کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور دوسروں کو آزمائش میں ڈالنے کے بجائے خود اپنے آپ کو نشانہ اعتراض بنا لیا ہے۔

لہ جہاں تک مصر کا تعلق ہے اُس نے اپنے نئے دستور میں جسے "دائمی دستور" کہا گیا ہے اور جسے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۱ء کو نافذ کر دیا گیا ہے، وفاقی دستور کی طے کردہ حدود کی پوری پوری رعایت کی ہے بلکہ جہاں تک بنیادی حقوق کا سوال ہے مصری دستور نے یہاں تک ان کی پاسداری کا اعلان کر دیا ہے کہ سابقہ نظام کے اندر بھی جن لوگوں کے حقوق متاثر ہوئے ہیں انہیں بھی بحال کیا جا سکتا ہے چنانچہ اس فیصلے سے مصر میں ان سرکاری ملازمین نے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے جو سابقہ دور میں سیاسی اور ذاتی انتقام کا نشانہ بن جانے کی وجہ سے برطرف کر دیئے گئے تھے۔ ان میں عدالتوں کے

بے گناہ سمجھا جائے گا یہاں تک کہ عدالتی فیصلے کے ذریعہ اُس کا مجرم ہونا ثابت ہو جائے۔[ل]

۴- حدودِ قانون سے باہر شہریوں کی گرفتاری ناجائز ہو گی۔

۵- عدلیہ کے سامنے مقدمہ، اپیل اور دفاع کی آزادی۔

۶- آمد و رفت اور رہائش کے لیے جگہ کے انتخاب کی آزادی۔

۷- جلاوطنی کی ممانعت۔

۸- عقیدہ اور مذہبی عبادات کی ادائیگی کی آزادی۔

۹- سائنسی تحقیقات کی آزادی

۱۰- اظہار رائے، صحافت اور نشر و اشاعت کی آزادی

جج بھی شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مصر کے ہفت روزہ الشباب العربی (شمارہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء) کی یہ خبر:

"صدر انور السادات نے ایک آرڈی ننس کے ذریعہ ان ججوں کو بحال کر دیا تھا جو پچھلے سالوں میں اپنے مناصب سے برطرف کر دیے گئے تھے۔ وزارتِ قانون نے صدر کا یہ آرڈی ننس متعلقہ ججوں تک مبارکباد کے خط کے ساتھ پہنچا دیا ہے۔ صدر کا یہ آرڈی ننس ۱۵ مئی کے جمہوری انقلاب کی نمایاں ترین علامت بن گیا ہے۔ آرڈی ننس کے صدور سے عدلیہ سے وابستہ ۶۵ افراد کی نئی نامزدگی عمل میں آئے گی۔ ان میں ۵ جج کورٹ آف اپیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۲۰ ہائی کورٹ سے۔ اور ۷ جج پرائمری عدالتوں کے سربراہ ہیں۔ اور ۲۹ سول جج اور پراسیکیوٹر۔ آرڈی ننس کی رُو سے کونسل آف اسٹیٹ کے ۴ رکن بھی بحال ہو گئے ہیں۔ ان میں ایک کونسل آف اسٹیٹ کا نائب صدر اور باقی مشیر اور رکن ہیں۔ اسی طرح حکومت کے محکمہ قضایا کے سات افراد بھی بحال ہو گئے ہیں جن میں ۴ مشیر اور ۳ نائب مشیر ہیں۔ عدلیہ کے جن افراد کی بحالی کے احکام صادر نہیں ہوئے ہیں اور ان کی تعداد ۱۶ کے قریب ہے وہ چند ماہ کے بعد ریٹائر ہو جائیں گے اور انہیں پنشن دی جائے گی کیونکہ وہ ۵۷ سال سے متجاوز ہو چکے ہیں۔"

ل یہ نہایت بے نظیر دفعہ ہے۔ اسلامی فقہ کی کتابوں میں یہ ضابطہ بیان کیا گیا ہے کہ الأصل البراءة۔ اصول یہ ہے کہ ہر شخص بری ہے۔ اُس کے مجرم ہونے کا ثبوت پیش کیا جائے۔ انسان کے اس بنیادی حق کا فیصلہ صدیوں پیشتر فقہائے اسلام نے کر دیا ہے۔ اور نہ ہے وہ ریاست جو اسے اختیار کر لیتی ہے۔

۱۱۔ خط وکتابت کی رازداری کا تحفظ۔

۱۲۔ اجتماع کی آزادی۔

۱۳۔ شہریوں کو اپنے حکمرانوں کے محاسبہ اور تنقید کا حق۔

۱۴۔ قانون کی حدود کے اندر شخصی ملکیت کا احترام کیا جائے گا جو اجتماعی ملکیت اور مشترک ملکیت کے اندر معاشرے کے حق سے متصادم نہ ہو۔

۱۵۔ کاروبار کا حق۔

۱۶۔ تعلیم کا حق۔

۱۷۔ معاشرتی ضمانت (سوشل سیکورٹی) اور معاشرتی تحفظات کا حق۔

۱۸۔ صحت کی دیکھ بھال کا حق۔

۱۹۔ بچہ، ماں اور خاندان کا تحفظ۔

۲۰۔ مختلف میدانوں میں تمام باشندوں کے لیے یکساں مواقع کی فراہمی۔

۲۱۔ نقل وحرکت اور روزگار کا حق | وفاق کے شہریوں کو وفاق کی جمہوریتوں میں نقل وحرکت اور کاروبار کی ضمانت دی جائے گی اور وفاقی قانون اس کے استعمال کی کیفیت تجویز کرے گا۔

وفاقی دستور کا دوسرا باب وفاق کے دائرۂ اختیار، وفاقی اداروں اور وفاق کے مالیات پر مشتمل ہے اس باب کی کل تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں وفاق کے دائرۂ اختیار کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ وفاق امور خارجہ، دفاع، ملکی امن، اقتصاد، تعلیم وتربیت اور ثقافت اور رکن جمہوریتوں کی مقامی قانون سازی میں یکسانیت کے امور میں اپنے اختیارات استعمال کرے گا۔ اس فصل کی بعض اہم شقیں یہ ہیں جو دفعہ ۴ کے ذیل میں بیان کی گئی ہیں:

متحدہ خارجہ پالیسی | خارجہ سیاست کے اصول وضع کرنا اور اُن پالیسیوں کو یکساں کرنا جو وفاقی جمہوریتیں اپنے بین الاقوامی تعلقات کے سلسلے میں اختیار کریں۔

جنگ اور صلح کے مسائل | ان مسائل میں صدارتی کونسل کے بالاجماع فیصلے صادر ہوا کریں گے۔

متحدہ دفاع اور قیادت | ۱۔ عرب جمہوریتوں کے وفاق کے دفاع کا انتظام اور اس کی قیادت۔

۲۔ ایک ایسی عسکری قیادت کا قیام جو جنگی تربیت اور جنگی کاروائیوں کی ذمہ دار ہو۔

اقتصادی نظام کی تکمیل | جامع ترقی کے لیے ایسے مشترک منصوبے وضع کرنا جو رکن جمہوریتوں کے اقتصادی نظام کو باہم مکمل کرتے ہوں۔ وفاقی جمہوریتیں اس امر کی پابند ہوں گی کہ وہ اپنے قومی منصوبے وضع کرتے وقت جامع منصوبوں کے نفاذ کے تقاضوں کا لحاظ رکھیں۔

اقتصادی اور مالی پالیسیوں میں یکسانیت | رکن جمہوریتوں کی اقتصادی اور مالی پالیسیوں اور ڈھانچوں کو متحد کرنا اور محاسبہ اور شماریات کی ایسی خدمات مہیا کرنا جو تمام جمہوریتوں کے لیے مفید ہوں۔

غیر ممالک کے ساتھ یکساں اقتصادی پالیسی | دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں رکن جمہوریتوں کی اقتصادی پالیسی کو متحد کرنا اور بین الاقوامی اقتصادی اور مالی اداروں کے ساتھ تعاون میں یکسانیت پیدا کرنا۔

پہلی فصل کی پانچویں شق تعلیم و تربیت اور ثقافت کے امور پر مشتمل ہے۔ یہ شق تین ذیلی شقوں پر مشتمل ہے:۔

الف: ایسی تعلیمی، تربیتی اور ثقافتی پالیسی وضع کرنا جس کا ہدف قوم پرست اور عرب اور اشتراکی اور مؤمن نسل کی تعمیر ہو[1]

ب۔ سائنسی تحقیقات کے لیے ایسی متحد پالیسی وضع کرنا جو موجودہ سائنسی ترقی سے ہمکنار کرنے کی کفیل ہو

[1] یہ وہی دفعہ ہے جس میں تین بلکہ چار مختلف فلسفے سموئے گئے ہیں۔ اس دفعہ میں بیان کردہ چاروں مقاصد کو وفاقی نظام اگر فطری حد کے اندر رکھنے میں کامیاب ہو جائے تو بے شک وہ ایک خاص طرز کی نسل تیار کر سکتا ہے لیکن اگر چار مختلف ذہنوں کو نمائندگی دینے کے لیے یہ مرکب تیار کیا گیا ہے تو آئندہ چل کر اس کی شکل یہ بن سکتی ہے کہ وہ ذہن جو قوم پرست ہے یہ کوشش کرے گا کہ مصر میں قدمائے مصر و فراعنۂ مصر سے رشتہ استوار کرے اور قوم پرستی کے اخلاص کا ثبوت دے، شام میں اشوری اور لیبیا میں بربر تہذیبوں کو اجاگر کرے۔ عرب ذہن عربیت کو زندہ کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے گا اور وہی اودھم مچائے گا جو عرب قوم پرستی کی تحریک پچھلے پچاس برس سے مچا رہی ہے۔ اشتراکی ذہن اپنی منزل طے کرنے کے لیے اشتراکیت کو سائنٹفک سوشلزم اور پھر کمیونزم اور اس کے فکری اور اخلاقی تقاضوں کو غالب کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور مؤمن ذہن توحید اور رسالت کو ہدایت کا سرچشمہ قرار دیگا اور سلف صالحین اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے رنگ ڈھنگ کی نسل تیار کرنے پر زور دے گا۔ اور یہ چاروں کام ایک ہی تعلیمی اور ثقافتی نظام سے لیے جائیں گے۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ وہ تعلیمی نظام کس شان کا ہوگا۔

ج - وفاق کی ابلاغ عامہ کی پالیسی کا دائرہ طے کرنا جو وفاق کے مقاصد کی خدمت کرے۔

اسی باب کی دوسری فصل میں وفاقی انتظامیہ کی تفصیلات اور اختیارات بیان کیے گئے ہیں۔ اس مختصر سے مضمون میں ان تفصیلات کا بیان ممکن نہیں ہے۔ البتہ اس فصل کا تیسرا جزو وفاقی عدلیہ سے متعلق قابلِ مطالعہ ہے۔ یہ جزو سات دفعات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے پہلی پانچ دفعات (جو دستور کی ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰ ویں دفعات ہیں) یہ ہیں:

وفاقی عدلیہ اور اس کے اختیارات | دفعہ ۴۶ وفاق کی صدارتی کونسل ایک دستوری عدالت کی تشکیل کرے گی جس میں ہر جمہوریہ کی طرف سے دو رکن لیے جائیں گے۔ کونسل عدالت کا سربراہ خود ہی مقرر کریگی۔ کسی اختلافی مسئلہ میں ارکانِ عدالت کی آراء دو برابر حصوں میں بٹ جانے کی صورت میں عدالت کے سربراہ کی رائے فیصلہ کن اور ترجیحی ہو گی۔ وفاق کی صدارتی کونسل کو یہ بھی اختیارات ہیں کہ وہ مصلحت عامہ کے تقاضے کے تحت عدالت کے ارکان میں اور بھی اضافہ کر سکتی ہے۔ مگر شرط یہ ہو گی کہ عدالت میں مختلف جمہوریتوں کی نمائندگی مساوی رہے۔ عدالت کی رکنیت کی مدت چار سال ہو گی جسے بڑھایا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۴۷ - ارکانِ عدالت یہ حلف اٹھائیں گے: "میں خدائے بزرگ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں دستور اور قانون کا احترام کروں گا اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔"

دفعہ ۴۸: وفاق کی دستوری عدالت کے یہ امتیازی اختیارات ہوں گے:

الف - وفاقی قوانین کی دستوری حیثیت کے بارے میں اعتراض کی صحت و عدمِ صحت کا فیصلہ کرنا۔

ب - یہ فیصلہ کرنا کہ وفاقی جمہوریتوں کے قوانین وفاق کے دستور اور قانون سے کس حد تک مطابقت رکھتے ہیں۔

ج - ان قانونی تنازعات کے بارے میں فیصلہ کرنا جو وفاقی حکومت اور جمہوریتوں کی حکومتوں کے درمیان پیدا ہوں یا ایک رکن جمہوریہ اور دوسری رکن جمہوریہ کے درمیان برپا ہوں۔

د - وفاقی حکومت کی انتظامی کارروائیوں کے خلاف اعتراضات کا فیصلہ کرنا۔

ھ - ہر اس دستوری یا قانونی مسئلہ میں رائے کا اظہار کرنا جس کے بارے میں وفاق کی صدارتی کونسل یا وفاقی وزراء یا کسی رکن جمہوریہ کی طرف سے مشورہ طلب کیا گیا ہو۔

دفعہ ۴۹: دستوری عدالت کے فیصلے اکثریت سے جاری ہوں گے اور عوام کے نام سے صادر ہوں گے۔

دفعہ ۵۰ : وفاق میں شامل ہونے والی تمام جمہوریتوں کی سرزمین میں دستوری عدالت کے فیصلے واجب التعمیل ہوں گے۔

دستور کے تیسرے باب میں متفرق امور بیان کیے گئے ہیں - ان میں دفعہ ۴۶ نہایت اہم ہے - بلکہ اس دفعہ کو وفاق کے نظریے کی اصل روح سمجھنا چاہیے - اس وفاق کے قیام میں مثبت محرکات کے علاوہ جن سلبی عوامل کا دخل ہے وہ اس دفعہ میں سمٹ کر آگئے ہیں[1]۔ دفعہ یہ ہے :

" رکن جمہوریتوں میں سے کسی بھی جمہوریہ کے اندر اندرونی طور پر یا بیرونی طور پر اگر کوئی گڑبڑ برپا ہوگی جو اُس کے امن یا وفاق کے امن کے لیے خطرہ بن رہی ہوگی تو یہ جمہوریہ فوراً وفاقی حکومت کو آگاہ کرے گی تاکہ وفاقی حکومت امن کے قیام اور نظم و نسق کے تحفظ کے لیے اپنے اختیارات کے اندر رہتے ہوئے لازمی اقدامات کرے - اور اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں جو رکن جمہوریہ کی حکومت کو وفاق سے مدد مانگنے کی اجازت نہ دے رہے ہوں یا وفاق کے امن کو خطرہ لاحق ہو رہا ہو تو وفاق کے متعلقہ با اختیارات اداروں کو حق ہوگا کہ وہ امداد طلب کیے بغیر دخل دیں اور نظم و نسق کی حفاظت کریں اور حالات کو اعتدال پر لائیں "۔

اس دفعہ کا مضمون اِس قدر واضح اور صریح ہے کہ اس کے مدعا کو سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ وحدتِ مصرو شام میں جب شامی فوج کے ایک حصے نے زیاد دبزری کی قیادت میں بغاوت کر دی تو مصر اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے فوج کشی نہ کر سکا اور یہ کہہ کر بغاوت کو قبول کر لیا کہ ہم اپنے بھائیوں کا خون نہیں بہا سکتے- مگر اب دفعہ بالا کی رُو سے اِس امر کا انتظام کر دیا گیا ہے کہ کسی بھی جمہوریہ میں اگر " بغاوت " برپا ہو جائے تو دوسری جمہوریتیں بر بنائے طلب اور بلا طلب دونوں صورتوں میں فوج کشی کر کے اُسے فرو کر دیں گی اور کچھ عرصہ کے لیے وفاق کو باقی رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔

---

[1] عرب اخبارات نے اس دفعہ کا عنوان دیا ہے " امداد باہمی اور تحفظِ باہمی کی دفعہ "